

توبہ خوشنودی الہی کا ذریعہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قل یعبادی الذین اسر فوا علی انفسکم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ هو الغفور الرحیم (زمر ۵۳)

ترجمہ: آپ کہیے میرے بندو۔ جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں۔ تم خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کر دے گا۔ یقیناً وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ فی مقام آخر ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقہم بعض الذی عملوا لعلہم یرجعون (سورۃ روم)

ترجمہ: ظاہر ہو گیا فساد خشکی اور دریا میں لوگوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے تاکہ اللہ انہیں ان کے بعض اعمال (بد) کا مزہ چکھاتا کہ وہ لوگ باز آجائیں۔

وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی ﷺ قال العاتب من الذنب کمن لا ذنب له (ترجمہ) عبد اللہ بن مسعود آنحضرت ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ (سچی وحقیقی) توبہ کرنے والا ہے ایسا ہے کہ (گویا) اسکی گناہ ہی نہیں۔

انسان کی فطری نہاد: محترم حضرات! رب العالمین نے انسان کو حیوانات اور ملائکہ کے درمیان ایک ایسی عظیم المرتبت مخلوق پیدا فرمایا جن میں نہ حیوانی اور نہ انسانی قوتوں کا غلبہ ہوگا اور نہ فرشتوں کی طرح صرف اور صرف روحانی خاصیات کی طرف مائل ہو کر عام جسمانی تقاضوں سے بے نیاز ہوگا۔ نہ حیوانیت کی طرف اتنا مائل ہوگا کہ صرف ایک جانور کی حیثیت حاصل کرے بلکہ اللہ جل جلالہ نے انسان کی ذات میں اگر ایک طرف کے سفلی و بھیمی صفات و تقاضے و دیت فرمائے تو دوسری طرف رب کائنات نے اسکی طبیعت اور فطرت کو روحانی اور نورانی صفات بھی پوری طرح نوازا۔ قادر مطلق نے انسان میں یہ دونوں متضاد صفات بڑے لطیف انداز میں جمع فرما کر اسے افراط و تفریط سے بچنے اور اعتدال کی راہ اپنانے کیلئے بے شمار احکامات و اعمال اختیار کرنے کی تلقین و تاکید فرمائی۔

مادہ خیر و شر: چونکہ یہی صفت بھی اس میں موجود ہے جسکی وجہ سے بھی کبھی ہمارا ازلی دشمن شیطان ہمیں راہ اعتدال سے ہٹانے کی سر توڑ کوشش میں مصروف رہنے کی وجہ سے انسان کو غلط راستے اختیار کرنے پر آمادہ کر دیتا ہے جس سے انسان گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہاں سے آزمائش اور امتحان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس دنیا اور اس میں موجود ہر شے میں خیر و شر کے دونوں پہلو موجود ہیں۔ جس انسان کیلئے مالک الملک نے یہ دنیا اور انیس جو کچھ ہے پیدا فرمایا اسی کے ساتھ خیر و شر کے دو ذخیر بھی پیدا فرمائے تاکہ امتحان سے معلوم ہو جائے کہ کون خیر کی ذخیر کیلئے کڑی بنا ہے اور کون شر کی ذخیر کا حصہ بنتا ہے یعنی اپنے زندگی کے قیمتی لمحات میں خیر کو اپناتا ہے یا شر کو۔

گناہ پر عداوت: خیر سے مراد رب العالمین کی عبادت اور اطاعت ہے اپنی زندگی اللہ کی عبادت اور فرمانبرداری میں گزارنا ہے۔ شر سے مراد خواہشات کی تابعداری ہے اپنی زندگی اور اعمال اپنے دل کی خواہشات اور اللہ کی نافرمانی میں گزارنا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان سے صرف یہ چاہتا ہے کہ انسان خالص عبد بن کر اسکے احکامات پر گامزن رہے اس راہ میں اپنے کسی خواہش کو رکاوٹ بننے نہ دے اگر کوئی اپنی خواہش کی تکمیل کیلئے اسکی نافرمانی کرے تو یہ گناہ ہے۔ اسکا ازالہ تب ممکن ہے کہ اس نافرمانی پر دل کے گہرائیوں سے پشیمان ہو کر آنسو بہائے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے شان کریم کی وجہ سے اسکے آنسو کی اتنی قدر فرماتے ہیں کہ اسکی اس غلطی کو نہ صرف معاف فرما دیتے ہیں بلکہ اسکے درجات بھی بلند فرما دیتے ہیں

عداوت کے آنسو: ارشاد باری ہے: لا من تاب و امن و عمل عملاً صالحاً فلانک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات و کان اللہ غفوراً رحیماً۔ (سورہ فرقان آیت ۷۰) ترجمہ: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کی جگہ نیکیاں عطا فرمائے گا۔

پہلے بھی عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ توبہ سے گناہوں کو ایسا مٹا دیتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ حضرت علیؓ مہرم اللہ وجہہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ مجھ سے گناہ سرزد ہوا۔ آپ نے فرمایا توبہ کر لو آئندہ یہ گناہ نہ کرنا۔ سائل نے پوچھا میں گناہ کرنے کے بعد پھر گناہ کر چکا ہوں۔ حضرت علیؓ نے پھر فرمایا توبہ کرو آئندہ گناہ مت کرو۔ سائل نے پوچھا کب تک یہ سلسلہ گناہ و توبہ جاری رہیگا فرمایا جب شیطان تھک جائے۔

عجیب قصہ: محترم دوستو! ایک رات حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر باہر نکلے۔ اتنے میں ایک عورت جس نے اپنے بدن کو نقاب اور برقعہ میں ڈھانپا ہوا تھا سے آمنا سامنا ہوا۔ اس عورت نے کہا مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے۔ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ ابوہریرہؓ نے گناہ کی نوعیت کا پوچھا کہنے لگی مجھ سے زنا کرنے کا جرم صادر ہوا اور اس پر مستزاد یہ کہ زنا سے پیدا ہونے والا بچہ بھی قتل کر دیا۔ ابوہریرہؓ نے کہا تو خود بھی ہلاک ہوئی اور ایک بچہ گناہ بچے کے قتل ناحق کی بھی مرتکب ہوئی۔ تیری توبہ قبول نہیں ہوتی دل میں سوچا کہ آنحضرت ﷺ موجود ہیں اور

میں نے ان سے پوچھے بغیر توبہ قبول نہ ہونے کا فتویٰ دیا۔ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ سنا دیا۔ آپ ﷺ نے سن کر اللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا اے ابوہریرہؓ تو خود بھی ہلاک ہوا اور اسے بھی ہلاک کیا۔ کیا تمیں توبہ آیت معلوم نہ تھی۔

وَاللّٰہِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النّفْسَ الّٰتِیَ حَرَّمَ اللّٰہُ الْاِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یُزْنُوْنَ. وَمَنْ یَفْعَلْ ذٰلَکَ یَلْقِ اِلٰہًا مَا یُصْعَفُ لَہُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَیَخْلُدْ فِیْہِ مَہَانًا الْاَمِنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا وَلَنْکَ یَبْدِلَ اللّٰہُ سَیِّئَاتِہُمْ حَسَنَاتٍ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (سورۃ فرقان آیت ۶۸ تا ۷۰)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی پرستش نہیں کرتے اور نہ ایسا قتل کرتے ہیں جسے اللہ نے منع فرمایا ہے مگر جس کا قتل حق پر ہوا اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے وہ گناہ میں واقع ہوا اسے قیامت کے دن دگنا عذاب ہوگا اور خوار ہو کر اس میں پڑا رہے گا مگر جس نے توبہ کی اور کچھ نیک کام کئے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

شیطان کی ذلت و عداوت: آپ کو اب خود اندازہ ان آیات سے ہوا کہ باوجود اتنے جرائم کے جب قلب سے توبہ ہو تو ارحم الراحمین ان گناہوں کو مٹا کر ان کی جگہ نامہ اعمال میں نیکیاں لکھنے کا حکم فرماتے ہیں۔ خطبہ کے ابتداء میں عبد اللہ بن مسعودؓ کی روایت کہمن لا ذنب لہ کے مطابق گویا سرے سے گناہ موجود ہی نہ تھے۔ استغفار کے بعد وہ گناہ بھی اللہ کے مہربان رحمت کی لپیٹ میں آکر ان کی ہیبت ہی تبدیل فرمادی ہم سب شیطان مردود کو زبانی تو اپنا دشمن اول سمجھتے ہیں مگر ہمارے جن اعمال سے اسکو ذلت اور پشیمانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان سے ہم بے خبر اور غافل ہیں۔ ایک بزرگ کے بقول جب بندہ سے گناہ کا صدور ہوتا ہے اور پشیمان ہو کر توبہ کرتا ہے۔ عزم و استقامت سے توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ شیطان اس حالت کو دیکھ کر رونا اور ادیلہ شروع کر دیتا ہے کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس توبہ کی وجہ سے اس بندہ خدا کے درجات اتنے بلند ہو گئیں تو میں اس کو گناہ کرنے پر مجبور ہی نہ کرتا۔

مغفرت کا نسخہ اکسیر: محترم سامعین: محمد بن مطرف عسقلانی فرماتے ہیں، مالک الملک نے فرمایا آدم کی اولاد پر میری رحمت ہے کہ گناہ کرتا ہے پھر مجھ سے معافی مانگتا ہے میں اسے معاف کر دیتا ہوں وہ پھر گناہ کرتا ہے یہ بندہ پھر مجھ سے بخشش کا طلب گار ہوتا ہے میں اسے معاف کر دیتا ہوں۔ یعنی نہ وہ گناہ کرنا چھوڑتا ہے نہ وہ میری رحمت و بخشش سے مایوس ہوتا ہے پس تم گواہ ہو کہ میں نے اسے معاف کر دیا۔

رب العزت نے گناہوں سے بخشش اور مغفرت کا آسان نسخہ جس پر کا حق عمل کرنے سے ہمارے تمام گناہ

دھل سکتے ہیں بتا دیا فرمان نبوی ہے ”من تقرب الی ہبرا تقربت الیہ ذراعا“

اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے اسباب: حدیث قدسی ہے اللہ جل جلالہ اپنا بیان وفا آخر تک نہیں توڑتا۔ فرماتے ہیں بندہ جب ایک ہالٹ کے مقدار میرے قریب آئے تو میں ایک گز فاصلہ طے کر کے اس کے قریب ہونگا۔ اپنے بندوں کے ساتھ رحمت و شفقت کا کیا ہی عجیب انداز ہے کہ فرمایا۔ یا ابن آدم لو بلغت ذنوبک عنان السماء لم استغفر تنی لغفرت لک

ترجمہ: اے بنی آدم اگر تمہارے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں (یعنی حد سے بڑھ جائیں) پھر مجھ سے مغفرت طلب کرے تو تم کو بخش دوں گا۔ تمام عمر ایسے اعمال کا ارتکاب کرو جو اللہ سے رشتہ توڑنے اور اسکے ناراضگی کا ذریعہ ہوں تو وہ ایسا مشفق و مہربان ہے کہ انابت اور اضطراب کے چند آنسو اسکے سامنے پیش کر دو تو وہ پھر بھی سنے کیلئے تیار ہے۔ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کے بقول اللہ تعالیٰ کے جانب سے روٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ تو ہر وقت اپنے بندوں کو اپنے دامن رحمت و مغفرت میں جگہ دینے کو تیار ہے۔ غفلت کا مظاہرہ تو ہم کر رہے ہیں ہماری طرف سے تھوڑی سی حرکت و گریہ و زاری سے اللہ کے محبوب ہونے کا مقام ہم حاصل کر سکتے ہیں۔

رحمت الہی کی وسعت: خالق کائنات کی صفت رحیمی کی وسعت کا اندازہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں وہ تو قارون جیسے اللہ کے باغی ظالم و جابر جب حضرت موسیٰؑ کی دعا اور حکم پر زمین میں دھنسا جا رہا تھا۔ عذاب الہی کی پکڑ میں پھنس کر چیخا چلاتا رہا۔ غرور و تکبر خاک میں مل کر رحم و کرم کی التجا کرتا رہا حتیٰ کہ حضرت موسیٰؑ نے اسکی کوئی بات نہ مانی۔ مکمل طور پر زمین اسے نگل گئی۔ فوراً حضرت موسیٰؑ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی ”اے میرے بندے موسیٰؑ خوب سن لو اگر قارون اس حالت میں بھی جبکہ اسکی سرکشی، نافرمانی اور مظالم کی انتہا ہو چکی تھی اسکے باوجود اگر وہ مجھے ایک بار بھی پکارتا اسے نجات دے دیتا۔ بقول ڈاکٹر عبدالحی سمندر میں اس سے ملحقہ علاقوں، شہروں کی تمام غلامتیں گرتی رہتی ہیں۔ لیکن سمندر میں پانی کی ایک ہلکی سی موج آتی ہے تو ان تمام ناپاک کی کوہا کر لے جاتی ہے۔ تمام علماء اور مفتیان کرام کے نزدیک سمندر کا پانی ظاہر و مطہر ہوتا ہے کوئی اسے نجس نہیں کہتا۔ تو سمندر جو خالق کائنات کی پیدا کردہ ایک مخلوق ہے اسکی ایک موج اور طغیانی میں یہ اثر ہے تو اس سمندر کے پیدا کرنے والے کی رحمت و مغفرت اور غفور و مہربان کا سمندر تو غیر محدود ہے تو کیا اسکی رحمت و مغفرت کی ایک موج ہمارے گناہوں کو معاف نہ کر دیگی۔ لامحالہ معافی سے نوازیں گے۔

فرعون کی توبہ: آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق جب فرعون دریاے شور میں غرق ہونے لگا یقین ہوا کہ اب عذاب آخرت سامنے ہے جس میں جلا ہونا پڑیگا۔ اس اندوہناک عالم میں اسکی زبان پر ایمان کا کلمہ جاری ہو گیا۔ (یہ حقیقت اپنی جگہ کہ سکرات کے عالم میں اگر وہ ایمان لے آتا تو آخرت میں اسکا کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ شاید دنیا میں اسکو کچھ عرصہ کیلئے زندگی حاصل ہوتی) حضرت جبرئیل نے دریا سے کچھ لے کر جلدی جلدی فرعون کے منہ میں

ٹھوس دی یہ اسلئے کہ اسکے تڑپنے اور آہ وزاری سے ارحم الراحمین کا دریائے رحمت جوش میں آئے اور کہیں اس ملعون کی مغفرت نہ ہو جائے۔ الغرض روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے باغی اور خدا کی دعویٰ کرنے والے کافر فرعون قارون اور شدا کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کا ایسا معاملہ ہے تو ہم اگرچہ گناہگار اور برے سہی مگر اللہ کے الوہیت کا تو اقرار کرتے ہیں۔ آنحضرت کے امتی ہونے کے دعویدار ہیں۔ باوجود مسلمان ہونے کے اگر اس ارحم الراحمین کی رحمتوں سے مایوس ہو جائیں تو یہ ہماری اپنی بد نصیبی ہوگی ارشاد باری تعالیٰ ”انہ لا یشس من روح اللہ لا القوم الکافرون“ بیشک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہیں گویا ایک سچا اور پاک مسلمان کبھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوگا

حدود الہی سے تجاوز کی سزا: محترم یہ تو اللہ جل جلالہ کے رحیمی شان پر مبنی چند کلمات تھے مگر اس رحم و کرم اور مغفرت سے موجزن سمندر سے جن بد قسمت لوگوں نے اپنی نفسی مٹانے کی کوشش نہ کی انکے انجام کے واقعات اللہ کا مقدس کلام ہمارے لئے سامان عبرت ہے۔ جبکہ عاقبت کا رب العالمین نے قرآن میں جگہ جگہ ذکر فرمایا فرمان الہی ہے: **ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ ناراً خالداً فیہا ولہ عذاب مہین (سورۃ النساء آیت ۱۳) ترجمہ:** اور جو کوئی اللہ اور رسول کی نافرمانی کرے اور اسکی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرے حق تعالیٰ اسے جہنم کی آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہیگا اور اسکے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

سورۃ مجادلہ میں ارشاد ہے ان الذین یجادون اللہ ورسولہ کبتوا کما کبت الذین من قبلہم ولقد انزلنا آیت بینت وللکافرین عذاب الیم (آیت ۵)

”جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسی طرح ذلیل و خوار کر دئے جائیگے۔ جس طرح ان سے پہلے لوگ ذلیل و خوار کئے جا چکے ہیں اور کافروں کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔“

اللہ کی اطاعت کی صورت میں برکات کا نزول اور نافرمانی کی وجہ سے اسکی گرفت کے بارہ میں رب العزت کا ارشاد ہے: **ولو ان اهل القرى امنوا و اتقوا الفتحنہ علیہم برکت من السماء والارض ولكن کذبوا فاخذنہم بما کانوا یکسبون (سورہ یونس آیت ۴۹)**

اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور پرہیزگاری کرتے تو ہم ان پر آسمان و زمین کی نعمتیں کھول دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا۔ پس ان کے اعمال کے بدلے ہم نے ان کو پکڑا۔

خدا نے اس قوم کی حالت نہیں بدلی: اللہ تعالیٰ اپنے بتائے ہوئے راستے پر نہ چلنے والوں سے اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے قول رہائی ہے۔ **ذالک بان اللہ لم ینک مغبیرا نعمۃ النعمہا علی قوم حتی یغیر واما**

(ترجمہ) اسکا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز بدلنے والا نہیں اس نعمت کو جو دی تھی اس نے کسی قوم کو جب تک وہی بدل نہ لیں۔ اپنے طرز عمل کو۔ اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

یعنی جب لوگ اپنے بد اعمالیوں اور کج روی کی وجہ سے اللہ کے فطری عطا کردہ نیکی قوت واستعداد کو ضائع کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے اپنی نعمتیں واپس لے کر شان انعام کو انتقام میں بدل دیتے ہیں۔ اگلے آیت میں حکم خداوندی کی اطاعت کرنا اور اللہ کی مخالفت کی وعید کے ساتھ فرمایا اگر اسکی نافرمانی کرو گے تو اسکی قوت، طاقت یا ذات کو کچھ نقصان نہیں۔ اسکے دربار میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ وہ ہر کسی سے بے نیاز ہے۔ اللہ اس پر قادر ہے کہ اپنی اطاعت نہ کرنے والوں کا نام و نشان ہی مٹا دیں اور ایک ایسی نئی مخلوق کو نافرمانوں کی جگہ پیدا کریں جو اپنے رب کی اطاعت کرنے والے حقیقی بندے ہو سکیں۔ وہ تمہارے تمام کام اطاعت کی صورت میں بنا بھی سکتا ہے اور وہی قادر مطلق سرکشی کی صورت میں بگاڑ سکتا ہے فرمان ایزدی ہے۔ وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَفٰی بِاللّٰهِ وَکِیْلًا اِنْ یَشَاءْ یُلْهِکُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وِیٰٓاتٍ بَاخِرِیْنَ وَکَانَ اللّٰهُ عَلٰی ذٰلِکَ قَدِیْرًا (سورۃ نساء ۱۳۲-۱۳۳)

ترجمہ: جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ ہی کا ہے اور کار سازی کیلئے صرف وہی کافی ہے اگر وہ چاہے تو تم لوگوں کو ہٹا کر تمہاری جگہ دوسری کو لے آئے اور وہ اسکی پوری قدرت رکھتا ہے۔

اطاعت پر انعام اور معصیت پر سزا: محترم حاضرین! احکم الحاکمین نے ہر قوم کیلئے خوشخبری سنانے والے اور عذاب کی اطلاع دینے والے انبیاء بھیجے۔ تاکہ کوئی قیامت کے دن یہ عذر پیش نہ کرے کہ ”ما جاءنا من بشیر ولا نذیر“ یعنی ہمارے پاس طاعات کی صورت میں جنت اور معاصی پر جہنم کی اطلاع دینے والا کوئی نہیں آیا۔ نیز جن امتوں کو دنیا میں سزا دی گئی اسکا ظہور تب ہوا جب ان کے پاس انبیاء آ کر ان کو صراطِ مستقیم اور اس حق راستے پر چلنے کے فوائد اور اختیار نہ کرنے پر عذاب کی واضح تلقین بار بار کی، تاکہ اتمامِ حجت ہو جائے اور قیامت میں بھی ہر قسم دلائل پیش ہونے کے بعد وارد جہنم ہوگا۔ آج کی عدالتیں قیامت کے اس بڑے عدالت کی ایک ادنیٰ مثال ہیں۔ اللہ کے حضور پیشی ہوگی۔ فرد جرم عائد ہونے کے بعد جرح و تعدیل، شہادتوں کی پیشی کے بعد جزا یا سزا کا فیصلہ ہوگا۔

محترم دوستو! ابھی تک ذکر کردہ بیان استغفار کی صورت میں اللہ کی بے پناہ مہربانیاں اور نافرمانی کی صورت میں عذاب الہی کا سامنا کرنے کے بعض واقعات آپ نے سن لئے۔ آج ہم اور تمام امت مسلمہ کی جو کیفیت ہے اور اسکے علاج کا ذکر آئندہ نشست میں انشاء اللہ کرونگا۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

ماہنامہ ”الحق“ کے متعلقہ امور کیلئے اس نمبر پر رابطہ کیجئے 0923-630435